بسم اللہ الرحمن الرحیم

جب ہر چیز اللہ تعالیٰ وقت مقررہ پر عطا فرماتا ہے تو کیا انسان دعا نہ کرے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ (وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا) اس آیت کے اس حصے: ﴿وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا﴾ کا کیا مفہوم ہے؟ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان دعا نہ کرے، کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ اپنے مقررہ وقت پر ہی عطا فرماتا ہے؟

جواب

مذکورہ آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنی جلد بازی کی وجہ سے کبھی غصے میں اپنے، اپنے اہلِ خانہ، یا مال و اولاد کے خلاف بددعائیں کر بیٹھتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرمالے تو نقصان اور ہلاکت واقع ہو سکتی ہے، لیکن وہ اپنے فضل و کرم سے عموماً ایسی بددعاؤں کو قبول نہیں فرماتا۔ البتہ! جس مطلب کی طرف سوال میں اشارہ کیا گیا ہے، وہ مراد لینا ہرگز درست نہیں؛ کیونکہ دعا کرنا حصول مراد کا سبب یعنی ایک تدبیر ہے، جس کی تعلیم خود قرآن و حدیث میں دی گئی ہے، اور تدبیر کرنا تقدیر کے ہرگز منافی نہیں۔ بلکہ اس کے برخلاف مطلقاً دعا ترک کردینے، یا خود کو اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرنے اور اس سے مانگنے سے بے نیاز سمجھ کر دعا ترک کردینے پر وعیدیں ارشاد ہوئی ہیں۔ جس طرح انسان اپنی بھوک مٹانے کے لیے کھانا کھانے، اور پیاس مٹانے کے لیے پانی پینے جیسے اسباب اختیار کرتا ہے، یونہی کوئی مطلوبہ جائز چیز پانے، یا کسی مصیبت کے آجانے پر اس کے ٹل جانے وغیرہ کی دعا کرنا، تقدیر کے ہرگز منافی نہیں، بلکہ حدیث پاک میں کثرت سے دعا مانگنے اور ہر چیز مانگنے کا ارشاد فرمایا گیا ہے، یہاں تک کہ جب جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے، تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ خلاصہ کلام یہ کہ ہر نیک و جائز کام کی دعا کرنا جائز ہے، اور تقدیر کے ہرگز منافی نہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُوْلًا﴾ ترجمہ کنزالعرفان: اور (کبھی) آدمی برائی کی دعا کر بیٹھتا ہے جیسے وہ بھلائی کی دعا کرتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے۔ (پارہ 15، بنی اسرائیل، آیت: 11)

مذکورہ آیت کریمہ کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے "آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی جس طرح بھلائی کی دعائیں مانگتا ہے اسی طرح بعض اوقات برائی کی دعا بھی کردیتا ہے جیسے کئی مرتبہ غصے میں آکر اپنے اور اپنے گھر والوں کے اور اپنے مال و اولاد کے خلاف دعا کردیتا ہے، غصہ میں آکر ان سب کو کوستا ہے اور اُن کے لئے بددعائیں کرتا ہے تو یہ انسان کی جلد بازی ہے (اور جلد بازی عموماً نقصان دیتی ہے۔) اگر اللہ تعالیٰ اس کی یہ بددعائیں قبول کرلے تو وہ شخص یا اس کے اہل و مال ہلاک ہوجائیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول نہیں فرماتا۔" (صراط الجنان، جلد 5، صفحہ 426، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

دعا کرنا ایک تدبیر یعنی سبب کا اختیار کرنا ہے جس کی تعلیم خود قرآن وحدیث میں دی گئی اور دعا سمیت کوئی بھی جائز تدبیر کرنا تقدیر کے منافی ہر گز نہیں۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "دعا خود موثر حقیقی کب ہے؟ صرف حصول مراد کا ایک سبب ہے، اور تدبیر کا ہے کا نام ہے۔ رب جل جلالہ فرماتا ہے: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ وہ قادر تھا کہ بے دعا مراد بخشے، پھر اس تدبیر کی طرف کیوں ہدایت فرمائی؟ اور وہ بھی اس تاکید کے ساتھ کہ حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ لَّمْ يَدْعُ اللهَ غَضِبَ عليه- جو اللہ سے دعا نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے گا۔" (فتاوی رضویہ، جلد29، صفحہ 307، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: "فی الواقع عالم میں جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ جل جلالہ کی تقدیر سے ہے۔ مگر تدبیر زنہار معطل نہیں۔ دنیا عالم اسباب ہے۔ رب جل مجدہ نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اس میں مسببات کو اسباب سے ربط دیا۔ اور سنت الہیہ جاری ہوئی کہ سبب کے بعد مسبب پیدا ہو۔ جس طرح تقدیر کو بھول کر تدبیر پر پھولنا کفار کی خصلت ہے یونہی تدبیر کو محض عبث و مطرود و فضول و مردود بتانا کسی کھلے گمراہ یا سچے مجنون کا کام ہے جس کی رو سے صدہا آیات واحادیث سے اعراض اور انبیاء وصحابہ وائمہ واولیاء سب پر طعن واعتراض لازم آتا ہے۔"

پھر اس پر مزید کلام کرنے کے بعد آگے لکھتے ہیں: "یہاں سے ظاہر ہوا کہ اگر تدبیر مطلقا مہمل (بے کار) ہو تو دین و شرائع (قوانین شرع) وانزال کتب (کتابیں اتارنا) وارسال رسل (رسولوں کو بھیجنا) واتیان فرائض (فرائض کا کرنا) واجتناب محرمات (حرام کاموں سے بچنا) معاذ اللہ! سب لغو وفضول وعبث ٹھہریں۔ آدمی کی رسی کاٹ کر بجار (آزاد چھوٹا ہوا سانڈ) کر دیں۔ دین و دنیا سب یکبارگی برہم ہو جائیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (نہ گناہ سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی قوت مگر بلندی و عظمت والے خدا کی طرف سے) نہیں نہیں بلکہ تدبیر بے شک مستحسن ہے، اور اُس کی بہت صورتیں مندوب ومسنون ہیں، جیسے دُعا و دوا۔" (فتاوی رضویہ، جلد29، صفحہ 304 تا 311، ملتقطا، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

دعا ترک کرنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "قال اللہ تعالی: من لا یدعونی أغضب علیہ" ترجمہ: اللہ تبارک وتعالی نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ سے دعا نہ مانگے میں اس پر غضب فرماؤں گا۔ (جامع الصغیر، صفحہ 8486، رقم الحدیث: 8486، غیر مطبوعہ)

دعا ترک کر دینے پر جو وعیدیں ارشاد ہوئی ہیں ان کا ایک محمل وہ لوگ بھی ہیں جو دعا کو مطلقاً ترک کر دیتے ہیں۔ مفسر اہلسنت، حضرت علامہ مولانا، مفتی محمد قاسم عطاری صاحب دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں: "یاد رہے کہ جن آیات واَحادیث میں دعا ترک کرنے پر جہنم میں داخلے یا غضبِ الٰہی وغیرہ کی وعیدیں آئی ہیں، ان میں وہ لوگ مراد ہیں جو مُطلَقاً دعا کو ترک کر دیتے ہیں (یعنی کچھ بھی ہو جائے، ہم نے دعا نہیں کرنی) یا مَعاذَ اللہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بے نیاز سمجھ کر دعا ترک کر دیتے ہیں، اور اسی وجہ سے اس کے حضور گریہ وزاری کرنے سے کتراتے اور پرہیز کرتے ہیں اور یہ صورت صریح کفر اور اللہ تعالیٰ کے دائمی غضب کا باعث ہے، جیسا کہ اعلیٰ

حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اَحادیثِ سابقہ (جوکہ دوسری فصل، ادب نمبر 30 کے تحت ذکر ہوئیں) جن میں ارشاد ہوا کہ "جو دعا نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے"، ترکِ مُطلَق ہی پر محمول یا مَعاذَ اللہ، اپنے کو بارگاہِ عزت عزوجل سے بے نیاز جاننا، اس کے حضور تضرُّع وزاری سے پرہیز رکھنا کہ اب صریح کفر و مُوجِبِ غضبِ اَبدی ہے، ولہٰذا ''اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ''(مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا) کے مُتَّصِل ہی ارشاد ہوا ''اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ''(بیشک وہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں جائیں گے)۔" (صراط الجنان، جلد8، صفحہ 583،584، مکتبۃ المدینہ کراچی)

کثرت سے دعا مانگنے کے متعلق المعجم الاوسط للطبرانی میں ہے "عن عائشة قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا تمنى أحدكم فليكثر، فإنما يسأل ربه" ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں جو کوئی دعا کرے تو کثرت سے کرے، کیونکہ وہ اپنے رب ہی سے دعا کرتا ہے۔ (المعجم الأوسط للطبرانی، جلد2، صفحہ 301، رقم الحدیث: 2040، مطبوعہ: قاھرہ)

ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے متعلق سنن ترمذی میں ہے "عن ثابت البناني، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ليسأل أحدكم ربه حاجته حتى يسأله الملح، وحتى يسأله شسع نعله إذا انقطع" ترجمہ: حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر کوئی اپنے رب سے اپنی حاجت کا سوال کرے، حتی کہ اللہ سے نمک مانگے، اور حتی کہ اپنے جوتے کا تسمہ بھی اس سے مانگے جب وہ ٹوٹ جائے۔" (سنن الترمذي، جلد5، صفحہ 583، مطبوعہ: مصر)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد حسان عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-5222

تاریخ اجراء: 15 صفر المظفر 1448ھ/30 جولائی 2026ء